



JIHĀT-UL-ISLĀM  
Vol: 19, Issue: 01, Jul - Dec 2025

OPEN ACCESS

JIHĀT-UL-ISLĀM  
pISSN: 1998-4472  
eISSN: 2521-425X  
www.jihat-ul-islam.com.pk

دینی سیاسی جماعتوں کے اقدامات کے معاشرتی اثرات: تحقیقی و تنقیدی جائزہ

## *Social Impacts of the Actions of Religious Political Parties: An Analytical and Critical Study*

*Muhammad Saleem Sarwar \**

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,  
Riphah International University, Faisalabad Campus, Faisalabad

*Prof. Dr. Khalid Mahmood Arif \*\**

Associate Professor/HOD (Corresponding Author),  
Dept. of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan

### **ABSTRACT**

*This study investigates the social impacts of the actions and policies of religious political parties in Pakistan, with reference to Jamaat-e-Islami (JI), Jamiat Ulema-e-Islam (JUI), Jamiat Ulema-e-Pakistan (JUP), Markazi Jamiat Ahl-e-Hadith (MJA) and Tehreek-e-Labbaik Pakistan (TLP). The primary objective of this research is to explore how these parties, through their political, religious and social initiatives, have influenced societal structures, public consciousness, and the religious orientation of the masses. Furthermore, the study seeks to critically examine whether their strategies have contributed to social harmony and reform or, conversely, generated polarization and ideological rigidity. The methodology adopted is qualitative, relying on documentary analysis of party manifestos, speeches, policy documents, and election campaigns. Secondary sources such as scholarly articles, books, and reports on religious politics in Pakistan are also utilized to provide context and critical perspectives. Comparative content analysis is applied to highlight similarities and differences in the approaches of these parties and to trace their practical outcomes in Pakistani society. Key findings indicate that while these parties have played a significant role in preserving Islamic identity, raising awareness about Shariah-based values, and mobilizing communities around religious causes, they have also faced criticism for fostering sectarian divisions, politicizing faith, and at times obstructing democratic processes. The study concludes that a balanced approach—integrating religious values with inclusive political strategies—remains essential for positive and sustainable societal transformation.*

**Keywords:** Religious political parties, Pakistan, Islamic identity, social impact, religious consciousness, education, moral reform, political influence, economic perceptions, social cohesion.



## *Social Impacts of the Actions of Religious Political Parties: An Analytical and Critical Study*

پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں محض مذہبی حلقوں تک محدود نہیں رہیں بلکہ انہوں نے سماج کے تقریباً ہر پہلو پر اثرات مرتب کیے ہیں۔ ان کے اقدامات نے عوامی سطح پر دینی شعور اور مذہبی بیداری کو فروغ دیا، تعلیمی اداروں میں اسلامی اقدار کی اہمیت اجاگر کی اور سیاسی میدان میں اسلامی نظام کے نفاذ کو قومی ایجنڈے کا حصہ بنایا۔ یہ جماعتیں اخلاقی اصلاح، سماجی یکجہتی اور معاشرتی مسائل کے حل کے لیے بھی سرگرم رہیں جس سے عام آدمی کی فکری اور عملی زندگی پر گہرے نقوش ثبت ہوئے۔ ان کے کردار نے نہ صرف عوام کو اپنی مذہبی شناخت کے بارے میں زیادہ باشعور بنایا بلکہ ریاستی پالیسیوں پر بھی اثر انداز ہو کر قانون سازی اور آئینی مباحث میں اسلامی اصولوں کی شمولیت کو ممکن بنایا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان جماعتوں کے اقدامات نے اقتصادی رجحانات اور معاشرتی انصاف کے تصورات پر بھی اثر ڈالا جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کا کردار محض مذہبی سیاسی نہیں بلکہ ہمہ جہت اور کثیر الجہتی ہے۔ اس تناظر میں دینی سیاسی جماعتوں کے اقدامات کا مطالعہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ پاکستانی معاشرت کی فکری، اخلاقی اور سماجی تشکیل میں ان جماعتوں نے کس حد تک بنیادی اور دیرپا کردار ادا کیا ہے۔

### **دینی شعور اور مذہبی بیداری**

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے ہمیشہ دینی شعور اور مذہبی بیداری کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ جماعتیں اسلامی اقدار کے تحفظ، دینی تعلیمات کے فروغ اور مذہبی شعور اجاگر کرنے کے لیے مختلف پلیٹ فارمز پر سرگرم عمل رہی ہیں۔ ان کے اقدامات میں دینی و عصری تعلیم کا فروغ، عوامی آگاہی مہمات، مساجد و مدارس کی اصلاح، اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے کوششیں اور جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے مذہبی بیداری پیدا کرنا شامل ہے۔

جماعت اسلامی پاکستان دینی شعور کے فروغ میں سب سے زیادہ متحرک جماعتوں میں شمار ہوتی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اس جماعت کی بنیاد ہی اسلامی احیاء اور شعور دین کی بیداری کے لیے رکھی تھی۔ جماعت اسلامی نے تعلیمی اداروں، دینی مدارس اور عوامی اجتماعات میں اسلامی شعور اجاگر کرنے کے لیے کئی منصوبے شروع کیے۔ اسلامی جمعیت طلبہ کے ذریعے نوجوانوں میں دینی تعلیم و تربیت کو فروغ دیا گیا جب کہ خواتین ونگ نے خواتین کے درمیان اسلامی طرز حیات کے فروغ کے لیے تربیتی پروگرامز کا انعقاد کیا۔ 2019ء میں جماعت اسلامی نے تحریک اقامت دین مہم کا آغاز کیا جس کے تحت ملک بھر میں اسلامی شعور بیداری کے لیے سیمینارز، کانفرنسز اور علمی مباحثے منعقد کیے گئے۔<sup>1</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) دینی تعلیم اور مذہبی بیداری میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اس جماعت کے زیر انتظام ہزاروں مدارس میں اسلامی تعلیمات کو عام کیا جاتا ہے جہاں لاکھوں طلبہ دینی علوم حاصل کر رہے ہیں۔ مولانا فضل الرحمان کی قیادت میں جے یو آئی (ف) نے دینی مدارس کے تحفظ اور نصاب میں اسلامی تعلیمات کی مضبوطی کے لیے متعدد بار حکومت سے

مذاکرات کیے۔ 2020ء میں جے یو آئی (ف) کے زیر اہتمام اسلامی بیداری کانفرنس منعقد کی گئی جس میں مختلف دینی شخصیات نے شرکت کی اور دینی تعلیمات کو جدید دور سے ہم آہنگ کرنے پر زور دیا۔<sup>2</sup>

مرکزی جمعیت الہدیت پاکستان نے دینی شعور کو جدید ذرائع سے فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ پروفیسر ساجد میر کی قیادت میں جماعت نے سوشل میڈیا، ٹی وی پروگرامز اور آن لائن تعلیمی پلیٹ فارمز کے ذریعے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کی مہمات چلائیں۔ 2018ء میں مرکزی جمعیت الہدیت نے ڈیجیٹل دینی تربیت پروگرام شروع کیا جس کے تحت آن لائن درس، ویڈیوز اور سوشل میڈیا پر تبلیغی مہمات کا انعقاد کیا گیا۔ مزید برآں الہدیت مساجد اور مدارس میں دینی تربیت کے خصوصی کورسز متعارف کرائے گئے جن میں قرآن و حدیث کے ساتھ جدید فقہی مسائل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔<sup>3</sup>

جمعیت علمائے پاکستان (JUP) نے مذہبی بیداری کے فروغ میں صوفیانہ طرز تبلیغ کو اختیار کیا۔ اس جماعت کے زیر انتظام ملک بھر میں میلاد النبی، محافل نعت اور صوفی کانفرنسز منعقد کی جاتی ہیں جن کا مقصد عوام میں اسلامی روحانیت اور عشق رسول کو فروغ دینا ہے۔ 2021ء میں جمعیت علمائے پاکستان نے پیغام اعتدال کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں مختلف مکاتب فکر کے علمائے شریعت کی اور اسلام کے امن و رواداری کے پیغام کو عام کرنے پر زور دیا۔ جماعت کے قائدین نے حکومت پر زور دیا کہ صوفی تعلیمات کو نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ دینی شعور کے ساتھ ساتھ بین المسالک ہم آہنگی بھی فروغ پاسکے۔<sup>4</sup>

تحریک لبیک پاکستان (TLP) نے حالیہ برسوں میں دینی شعور کی بیداری اور ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے عنوان سے عوامی سطح پر غیر معمولی سرگرمی دکھائی ہے۔ اس جماعت کا مرکزی نعرہ ”لبیک یا رسول اللہ ﷺ“ ہے جو عوام میں عشق رسول ﷺ کے جذبے کو مہمیز دیتا ہے۔ تحریک نے مذہبی اجتماعات، جلسے جلوسوں اور احتجاجی مظاہروں کے ذریعے اسلامی غیرت و حمیت کو اجاگر کیا۔ TLP کے تحت ملک بھر میں خطباء اور علمائے ذریعے خطابات اور درس کے ذریعے عوام میں دینی بیداری پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ 2017ء، 2020ء اور 2021ء میں ناموس رسالت ﷺ کے قانون کے تحفظ کے لیے تحریک لبیک کی ملک گیر تحریکیں دینی جذبات کو مجتمع کرنے کا باعث بنیں۔ تحریک کے قائدین کا زور اسلامی شعائر کے تحفظ، ناموس رسالت ﷺ کی حرمت اور اسلامی تعلیمات کی عوامی سطح پر اشاعت پر رہا ہے۔ تحریک کی سرگرمیاں خاص طور پر شہری علاقوں میں نوجوانوں میں دینی شناخت کے احیاء میں مؤثر ثابت ہوئیں۔<sup>5</sup>

دینی سیاسی جماعتوں کی کوششوں سے معاشرے میں اسلامی بیداری میں اضافہ ہوا اور عوام میں دینی شعور کے فروغ کے لیے جدید ذرائع کا استعمال بھی کیا گیا۔ تاہم ان کوششوں میں بعض دینی جماعتوں نے مسلکی اور نظریاتی تفریق کو بھی ہوا دی جس کی

## Social Impacts of the Actions of Religious Political Parties: An Analytical and Critical Study

وجہ سے دینی شعور کا عمل بعض اوقات فرقہ وارانہ تعصب کا شکار ہو گیا۔ مزید برآں بعض جماعتوں نے دینی شعور کے فروغ کو صرف اپنے مخصوص نظریات تک محدود رکھا جس کی وجہ سے وسیع تر سطح پر اسلامی تعلیمات کے فروغ میں مشکلات پیش آئیں۔ اگر دینی جماعتیں زیادہ ہم آہنگ اور غیر مسلکی بنیادوں پر دینی شعور اجاگر کرنے پر توجہ دیں تو ان کی کوششوں کے اثرات مزید مثبت اور دیرپا ہو سکتے ہیں۔

### تعلیمی نظام میں اصلاحات اور اسلامی مواد کی شمولیت

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے ہمیشہ تعلیمی نظام میں اسلامی مواد کی شمولیت اور اصلاحات کے لیے جدوجہد کی ہے۔ ان جماعتوں نے اسلامی نصاب کی تدوین، دینی مدارس کی جدید تعلیم کے ساتھ ہم آہنگی اور تعلیمی اداروں میں اسلامی تشخص کے فروغ کے لیے مختلف سطحوں پر کام کیا ہے۔

جماعت اسلامی پاکستان نے ملک میں اسلامی تعلیمات کے فروغ اور نصاب میں اسلامی اقدار کی شمولیت کے لیے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ جماعت اسلامی کے تعلیمی ونگ تعلیم اسلامی فاؤنڈیشن اور اسلامک ایجوکیشن موومنٹ نے اسکولوں اور کالجوں کے نصاب میں اسلامی مواد کے اضافے کے لیے مسلسل کوششیں کیں۔ 2019ء میں جماعت اسلامی نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ نصاب میں سیرت النبیؐ، اسلامی فقہ اور اخلاقیات پر مبنی مضامین کو لازمی قرار دیا جائے۔ اسی طرح جماعت اسلامی نے مختلف ادوار میں حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو بھی لازمی بنائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو تعلیمی پالیسی میں شامل کرے۔<sup>6</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) نے تعلیمی اصلاحات اور اسلامی مواد کی شمولیت کے لیے خاص طور پر دینی مدارس کے نصاب کو جدید بنانے پر توجہ دی۔ جے یو آئی (ف) کے قائدین نے مدارس اور جدید تعلیمی اداروں کے درمیان ہم آہنگی کے لیے متحدہ مدارس بورڈ کی حمایت کی تاکہ دینی مدارس میں جدید سائنسی علوم کو بھی شامل کیا جاسکے۔ مولانا فضل الرحمان نے 2020ء میں پارلیمنٹ میں تجویز پیش کی کہ یکساں نصابِ تعلیم میں اسلامی مواد کی مقدار کو مزید بڑھایا جائے اور جدید علوم کو اسلامی اصولوں کے مطابق ترتیب دیا جائے۔ جے یو آئی (ف) نے مختلف حکومتوں کے ساتھ مذاکرات میں اسلامیات، قرآن و حدیث اور اسلامی فلسفے کو نصاب میں نمایاں حیثیت دینے پر زور دیا۔<sup>7</sup>

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے تعلیمی اصلاحات میں اسلامی عقائد اور سلفی نظریات کے فروغ پر زور دیا۔ جماعت کے تحت جامعہ سلفیہ فیصل آباد جیسے بڑے تعلیمی ادارے قائم کیے گئے جہاں دینی اور جدید علوم کو یکجا کیا گیا۔ پروفیسر ساجد میر کی قیادت میں اہلحدیث جماعت نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ تمام تعلیمی اداروں میں اسلامی مواد کو لازمی بنایا جائے اور طلبہ کو قرآن و

حدیث کی بنیادی تعلیم دی جائے۔ 2018ء میں مرکزی جمعیت الہمدیث نے ”اسلامی تعلیمی نصاب کا نفرنس“ منعقد کی جس میں تجویز دی گئی کہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے مضامین کو اسلامی اصولوں کے مطابق تشکیل دیا جائے۔<sup>8</sup> جمعیت علمائے پاکستان (JUP) نے تعلیمی اصلاحات کے حوالے سے بریلوی مکتب فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے اسلامی تصوف، فقہ حنفی اور سیرت النبیؐ پر مبنی نصاب کو فروغ دینے پر زور دیا۔ جماعت کے قائدین نے اسلامی نصاب میں اولیاء کرام کی تعلیمات کو شامل کرنے کی تجویز دی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ تعلیمی اداروں میں روحانی و اخلاقی تربیت کو لازمی کیا جائے۔ 2019ء میں JUP کے زیر اہتمام ”اسلامی تعلیم اور جدید دنیا“ کے عنوان سے کانفرنس منعقد کی گئی جس میں اسلامی نظریات کی روشنی میں تعلیمی نصاب کو جدید خطوط پر استوار کرنے کی تجاویز پیش کی گئیں۔<sup>9</sup>

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے تعلیمی اصلاحات اور اسلامی مواد کی شمولیت کے لیے اہم اقدامات کیے ہیں جس کے نتیجے میں تعلیمی نصاب میں اسلامی مضامین کا اضافہ ہوا۔ تاہم بعض مواقع پر ان اصلاحات کو مسلکی تعصب اور نظریاتی تقسیم کے تناظر میں دیکھا گیا جس سے نصاب کے متوازن ہونے کا مسئلہ پیدا ہوا۔ مزید برآں دینی جماعتوں نے اسلامی تعلیم کے فروغ پر زور دیا لیکن سائنسی اور تکنیکی تعلیم کے جدید تقاضوں کو مکمل طور پر تسلیم کرنے میں تاخیر کی جس کی وجہ سے پاکستان کا تعلیمی نظام بعض بین الاقوامی معیارات سے پیچھے رہ گیا۔ اگر دینی جماعتیں زیادہ ہم آہنگ اور متوازن تعلیمی پالیسی کی حمایت کریں تو پاکستان میں ایک ایسا نصاب تشکیل دیا جاسکتا ہے جو اسلامی اقدار کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی علوم پر بھی مبنی ہو۔

### سماجی اصلاحات اور برائیوں کے خاتمے کی تحریکیں

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے ساتھ ساتھ معاشرتی اصلاحات کو اپنی جدوجہد کا اہم حصہ بنایا۔ انہوں نے معاشرتی برائیوں جیسے بے حیائی، جوا، منشیات، سود اور دیگر غیر اسلامی سرگرمیوں کے خلاف تحریکیں چلائیں۔ ان جماعتوں کا مقصد ایک پاکیزہ اسلامی معاشرہ تشکیل دینا تھا جو اخلاقی اصولوں پر مبنی ہو۔

### بے حیائی کے خلاف مہمات

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے بے حیائی کے خلاف مختلف سطحوں پر اقدامات کیے ہیں جن میں عوامی آگاہی مہمات، حکومتی پالیسی سازی میں اصلاحات کی تجاویز اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے عملی جدوجہد شامل ہے۔

## *Social Impacts of the Actions of Religious Political Parties: An Analytical and Critical Study*

جماعت اسلامی پاکستان نے بے حیائی کے خلاف مختلف مواقع پر احتجاجی مظاہرے کیے اور قومی سطح پر بیداری مہم چلائی۔ قاضی حسین احمد، سید منور حسن اور سراج الحق کی قیادت میں جماعت اسلامی نے ذرائع ابلاغ پر پھیلتی ہوئی فحاشی اور عریانی کے خلاف آواز بلند کی اور پیہرا سمیت دیگر متعلقہ اداروں پر دباؤ ڈالا کہ اسلامی اصولوں کے مطابق میڈیا کو پابند کیا جائے۔ 2006ء میں ”نفاذ شریعت“ تحریک کے تحت جماعت اسلامی نے مطالبہ کیا تھا کہ بے حیائی کو فروغ دینے والے چینلز اور ویب سائٹس پر پابندی عائد کی جائے۔<sup>10</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) نے بے حیائی کے خلاف پارلیمانی سطح پر بھی اقدامات کیے ہیں۔ مولانا فضل الرحمان اور ان کے دیگر قائدین نے قومی اسمبلی میں کئی بار قراردادیں پیش کیں جن میں اسلامی معاشرتی اقدار کے تحفظ پر زور دیا گیا۔ بے یو آئی نے تعلیمی نصاب میں اسلامی اخلاقیات کو مزید مضبوط کرنے کے لیے سفارشات بھی پیش کیں اور حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ فحاشی پھیلانے والے عناصر کے خلاف سخت کارروائی کرے۔<sup>11</sup>

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے بھی بے حیائی کے خلاف مختلف اقدامات کیے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر کی قیادت میں اس جماعت نے پارلیمنٹ میں قانون سازی کے ذریعے سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر بڑھتی ہوئی فحاشی کے خلاف سخت قوانین بنانے کی تجویز دی۔ اہلحدیث مدارس اور تبلیغی اجتماعات میں اس موضوع پر مسلسل وعظ و نصیحت کی جاتی ہے تاکہ نوجوان نسل کو بے حیائی سے محفوظ رکھا جاسکے۔<sup>12</sup>

تحریک لبیک پاکستان (TLP) نے بھی بے حیائی کے خلاف سخت موقف اپنایا ہے۔ ان کے قائدین نے اپنے اجتماعات اور جلسوں میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسلامی اصولوں کے مطابق فحش مواد کی اشاعت اور بے حیائی پھیلانے والے ذرائع پر سخت پابندی عائد کی جائے۔ 2020 میں تحریک لبیک کے احتجاجی جلسوں میں سوشل میڈیا پر پھیلتی ہوئی فحاشی کے خلاف سخت قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا تھا۔<sup>13</sup>

ان تمام دینی جماعتوں کے اقدامات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ وہ بے حیائی کے خلاف ایک مضبوط اسلامی حکمت عملی کے تحت کام کر رہی ہیں جس میں قانون سازی، عوامی شعور بیداری اور اسلامی معاشرتی اقدار کے فروغ کو یقینی بنانے پر زور دیا گیا ہے۔

### **سود کے خلاف جدوجہد**

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے سود کے خلاف مسلسل جدوجہد کی ہے جس میں عدالتی جنگ، پارلیمانی کوششیں، عوامی بیداری مہمات اور متبادل اسلامی معیشت کے لیے عملی اقدامات شامل ہیں۔

جماعت اسلامی پاکستان نے سودی نظام کے خلاف سب سے زیادہ منظم کوششیں کی ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی، میاں طفیل محمد، قاضی حسین احمد اور سراج الحق جیسے رہنماؤں نے ہمیشہ سود کو معیشت کے لیے ایک زہر قرار دیا اور اسے ختم کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے۔ 1991ء میں وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلے کے بعد جماعت اسلامی نے حکومت پر زور دیا کہ وہ اس پر عملدرآمد کرے۔ جماعت اسلامی کے وکلاء نے سودی نظام کے خلاف سپریم کورٹ میں کیس لڑا جس کے نتیجے میں 1999ء میں سود کو خلاف شریعت قرار دیا گیا۔ تاہم حکومت کی جانب سے نظر ثانی کی اپیل کے بعد جماعت اسلامی نے دوبارہ قانونی اور عوامی سطح پر دباؤ بڑھایا۔<sup>14</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) نے بھی سودی نظام کے خاتمے کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔ مولانا فضل الرحمان نے پارلیمنٹ میں کئی بار اسلامی معیشت کے فروغ اور سود کے خاتمے کے لیے آواز بلند کی۔ 2013ء کے انتخابات کے دوران جے یو آئی (ف) نے اپنے منشور میں سودی نظام کے خاتمے کو بنیادی نکات میں شامل کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اسلامی بینکاری کے فروغ کے لیے عملی اقدامات کرے۔<sup>15</sup>

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان بھی سودی نظام کے خلاف سرگرم رہی ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے سودی بینکاری کے خاتمے کے لیے متعدد بار سینیٹ میں قراردادیں پیش کیں اور اسلامی بینکاری کو فروغ دینے کے لیے سیمینارز منعقد کیے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث نے علماء اور ماہرین معیشت کے ساتھ مل کر حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ اسلامی مالیاتی نظام کی طرف پیش قدمی کرے۔<sup>16</sup>

جمعیت علمائے پاکستان (JUP) نے بھی سود کے خلاف مؤثر جدوجہد کی ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کے بعد مولانا اولیس نورانی نے ہمیشہ اسلامی معیشت کے نفاذ کی حمایت کی اور سود کو مکمل ختم کرنے کے لیے حکومت پر دباؤ ڈالا۔ 1973ء کے آئین میں اسلامی دفعات شامل کرانے میں جے یو پی نے اہم کردار ادا کیا جن میں سود کے خاتمے کی شقیں بھی شامل تھیں۔ جے یو پی کے قائدین نے مختلف مواقع پر سودی بینکاری کے خلاف عوامی جلسے کیے اور اسلامی بینکاری کے فروغ کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل میں اپنی تجاویز پیش کیں۔<sup>17</sup>

یہ تمام جماعتیں سود کے خلاف مسلسل جدوجہد کر رہی ہیں جو عوامی دباؤ، عدالتی کارروائی، قانون سازی اور اسلامی مالیاتی نظام کے فروغ کے ذریعے سودی معیشت کے مکمل خاتمے کی کوششوں پر مشتمل ہے۔

### **منشیات کے خلاف مہمات**

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے منشیات کے خلاف مختلف سطحوں پر اقدامات کیے ہیں جن میں عوامی شعور بیدار کرنے کی مہمات، حکومتی سطح پر قانون سازی کی تجاویز اور سماجی اصلاحات کے لیے عملی جدوجہد شامل ہے۔

جماعت اسلامی پاکستان نے منشیات کے خلاف کئی تحریکیں چلائیں جن میں خاص طور پر نوجوانوں کو اس لعنت سے بچانے کے لیے تعلیمی اداروں اور مساجد میں آگاہی مہمات شامل ہیں۔ سید منور حسن اور سراج الحق کی قیادت میں جماعت اسلامی نے مختلف مواقع پر حکومت سے مطالبہ کیا کہ منشیات فروشوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے اور اسلامی اصولوں کے مطابق منشیات کی روک تھام کے لیے قوانین پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔<sup>18</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) نے بھی منشیات کے خلاف عوامی بیداری پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مولانا فضل الرحمان اور ان کے رفقاء نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں کئی بار منشیات کے خلاف سخت قوانین کے نفاذ پر زور دیا ہے۔ بے یو آئی کے مدارس اور تبلیغی حلقوں میں بھی اس موضوع پر خطبات دیے جاتے ہیں تاکہ نوجوان نسل کو اس سے محفوظ رکھا جاسکے۔<sup>19</sup>

اسی طرح مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے بھی منشیات کے خلاف مؤثر اقدامات کیے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر کی قیادت میں اس جماعت نے حکومت پر زور دیا کہ ملک بھر میں منشیات کے اڈوں کو ختم کیا جائے اور منشیات فروشوں کو کڑی سزا دی جائے۔ اس جماعت نے اپنی خطباتی مہمات میں بھی اس مسئلے کو اجاگر کیا ہے۔<sup>20</sup>

تحریک لبیک پاکستان نے بھی اپنے اجتماعات میں منشیات کے نقصانات کو اجاگر کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسلامی سزاؤں کو نافذ کر کے منشیات کی روک تھام کی جائے۔ ان کے قائدین کا موقف رہا ہے کہ منشیات صرف ایک سماجی برائی نہیں بلکہ ایک دینی مسئلہ بھی ہے جسے اسلامی قوانین کے ذریعے جڑ سے ختم کرنا ضروری ہے۔<sup>21</sup>

ان تمام جماعتوں کے بیانات اور عملی اقدامات اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ دینی سیاسی جماعتیں منشیات کے خلاف ایک مؤثر حکمت عملی کے حق میں ہیں جو اسلامی قوانین، حکومتی اقدامات اور عوامی شعور بیداری پر مشتمل ہو۔

### **رمضان کے دوران اخلاقی اصلاحات کی مہمات**

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتیں ماہ رمضان کو خصوصی دینی ورفاہی سرگرمیوں کا مہینہ تصور کرتی ہیں۔ اس دوران اخلاقی اصلاحات، سماجی بہبود اور ورفاہی خدمات کے حوالے سے مختلف جماعتیں متحرک رہتی ہیں جن میں عوامی آگاہی مہمات، مستحقین کے لیے امدادی پروگرام اور اصلاح معاشرہ کے لیے دینی سرگرمیاں شامل ہیں۔

جماعت اسلامی پاکستان ہر سال رمضان المبارک میں اخلاقی اصلاح اور رفاهی خدمات کے لیے مختلف مہمات چلاتی ہے۔ الخدمت فاؤنڈیشن جماعت اسلامی کا ایک بڑا رفاهی ادارہ ہے جو پورے ملک میں مستحق افراد کے لیے راشن، افطاری اور طبی امداد فراہم کرتا ہے۔ جماعت اسلامی مساجد اور دینی حلقوں میں حسن اخلاق اور اسلامی طرز زندگی کے موضوع پر دروس و بیانات کا اہتمام کرتی ہے۔ اس کے علاوہ رمضان میں اسلامی نظام معیشت، عدل و انصاف اور صدقات و زکوٰۃ کی اہمیت پر عوامی بیداری مہمات بھی چلائی جاتی ہیں۔<sup>22</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) بھی ماہ رمضان میں مختلف اخلاقی اور رفاهی سرگرمیوں کا انعقاد کرتی ہے۔ جے یو آئی کے مدارس اور مساجد میں خصوصی درس قرآن و حدیث کی محافل منعقد کی جاتی ہیں جن میں روزے کی روحانی و سماجی اہمیت کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، مستحق افراد میں زکوٰۃ اور صدقات کی تقسیم کو منظم بنانے کے لیے کئی فلاحی پروگرامز شروع کیے جاتے ہیں۔ جے یو آئی نے کئی بار حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ رمضان المبارک کے دوران مہنگائی پر قابو پائے اور مستحقین کو زیادہ سے زیادہ ریلیف فراہم کرے۔<sup>23</sup>

مرکزی جمعیت الحدیث پاکستان بھی رمضان المبارک میں اخلاقی و رفاهی سرگرمیوں میں متحرک رہتی ہے۔ پروفیسر ساجد میر کی سربراہی میں جماعت نے مختلف شہروں میں سحری و افطار دسترخوان کا اہتمام کیا جہاں ہزاروں افراد مستفید ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ الحدیث علماء رمضان میں خصوصی بیانات دیتے ہیں جن میں اسلامی اخلاقیات، عبادات اور حقوق العباد پر زور دیا جاتا ہے۔ مرکزی جمعیت الحدیث کے تحت چلنے والے مدارس و مساجد میں قرآن فہمی اور اسلامی تعلیمات پر مبنی سیمینار منعقد کیے جاتے ہیں۔<sup>24</sup>

جمعیت علمائے پاکستان (JUP) نے بھی ماہ رمضان میں اخلاقی و سماجی اصلاح کے لیے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ شاہ احمد نورانی کے دور سے لے کر مولانا اولیس نورانی تک جے یو پی نے ہمیشہ رمضان میں عوامی شعور اجاگر کرنے کے لیے بڑے اجتماعات منعقد کیے ہیں۔ اس جماعت کا خاصہ یہ ہے کہ وہ روحانی اصلاح اور میلاد و محافل نعت کے ذریعے عوام کو دین کی طرف راغب کرتی ہے۔ جے یو پی کے زیر انتظام کئی فلاحی ادارے رمضان میں سحری و افطار، مستحقین میں کپڑوں اور ضروری اشیاء کی تقسیم اور طبی کیمپس کا اہتمام کرتے ہیں۔<sup>25</sup>

یہ تمام دینی سیاسی جماعتیں ماہ رمضان میں اخلاقی اصلاحات اور رفاهی خدمات کے ذریعے معاشرے میں مثبت تبدیلیاں لانے کی کوشش کرتی ہیں جو اسلامی تعلیمات پر مبنی فلاحی اور سماجی اقدار کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

### خاندانی نظام کی مضبوطی

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خاندانی نظام کو مضبوط کرنے کو اپنی جدوجہد کا ایک اہم حصہ بنایا۔ ان جماعتوں کا موقف تھا کہ خاندانی نظام کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہے اور اگر یہ نظام کمزور ہو جائے تو پورا معاشرہ اخلاقی اور سماجی انحطاط کا شکار ہو جاتا ہے۔ دینی جماعتوں نے خاندانی اقدار کے تحفظ اور غیر ضروری رسومات کے خاتمے کے لیے متعدد مہمات اور اقدامات کیے۔

### اسلامی خاندانی نظام کی تشکیل

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتیں اسلامی خاندانی نظام کی تشکیل اور شادی بیاہ کی تعلیمات کے فروغ کے لیے مختلف سطحوں پر کام کر رہی ہیں۔ ان جماعتوں کی سرگرمیاں عوامی آگاہی مہمات، تعلیمی و تربیتی پروگرامز، شادی بیاہ میں اسراف کے خاتمے کے لیے کوششیں اور اسلامی قوانین کے نفاذ کے مطالبات پر مشتمل ہیں۔

جماعت اسلامی پاکستان اسلامی خاندانی نظام کے تحفظ اور شادی بیاہ کی تعلیمات کے فروغ کے لیے مختلف اصلاحی اور سماجی اقدامات کرتی رہی ہے۔ ادارہ تعلیم و تحقیق منصورہ کے تحت جماعت اسلامی نے کئی بار اسلامی شادی بیاہ کی سادگی اور نکاح کو آسان بنانے پر سیمینار منعقد کیے۔ الحذمت فاؤنڈیشن کے ذریعے بیواؤں، یتیموں اور مستحق خاندانوں کے لیے اجتماعی شادیوں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ 2016ء میں جماعت اسلامی نے ”خوشحال خاندان مہم“ کے تحت نکاح کو آسان اور جہیز کے بوجھ کو کم کرنے کے لیے ملک گیر آگاہی مہم چلائی۔ اس کے علاوہ جماعت اسلامی نے شادی بیاہ کے معاملات میں اسلامی احکام کی روشنی میں قانون سازی کے لیے پارلیمنٹ میں تجاویز بھی پیش کیں۔<sup>26</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) بھی اسلامی خاندانی نظام کے تحفظ اور شادی بیاہ میں سادگی کے فروغ کے لیے نمایاں کام کر رہی ہے۔ مولانا فضل الرحمان اور دیگر قائدین نے مختلف مواقع پر اسلامی شادی بیاہ کے اصولوں کی اہمیت اجاگر کی اور اسراف و فضول خرچی کے خاتمے پر زور دیا۔ جے یو آئی کے تحت مدارس اور دینی اجتماعات میں نکاح اور گھریلو زندگی کے اسلامی اصولوں پر خطبات دیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جے یو آئی نے خواتین کے حقوق، وراثت کے اسلامی قوانین اور خاندانی نظام کی مضبوطی کے حوالے سے حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ مغربی اثرات سے محفوظ خاندانی اقدار کو فروغ دے۔<sup>27</sup>

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان بھی اسلامی خاندانی نظام کے تحفظ اور نکاح کے اسلامی اصولوں کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ پروفیسر ساجد میر کی قیادت میں مرکزی جمعیت اہلحدیث نے مختلف اجتماعات اور کانفرنسز میں اسلامی شادی بیاہ کے فروغ پر زور دیا ہے۔ 2018ء میں لاہور میں منعقدہ اسلامی خاندانی نظام کانفرنس میں نکاح کو آسان اور جہیز کے خاتمے کے لیے

خصوصی سفارشات پیش کی گئیں۔ اس کے علاوہ اہلحدیث مساجد اور مدارس میں اسلامی گھریلو زندگی کے حوالے سے مستقل درس اور تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔<sup>28</sup>

جمعیت علمائے پاکستان (JUP) نے بھی اسلامی خاندانی نظام اور شادی بیاہ کی اصلاح کے لیے مختلف عملی اقدامات کیے ہیں۔ شاہ احمد نورانی اور ان کے بعد مولانا اویس نورانی نے ہمیشہ اسلامی خاندان کی مضبوطی پر زور دیا۔ بے یو پی کے زیر انتظام مختلف محافل، میلاد اور اجتماعات میں نکاح کو آسان بنانے، خواتین کے حقوق کے تحفظ اور گھریلو زندگی میں اسلامی اصولوں کی پاسداری پر خطبات دیے جاتے ہیں۔ بے یو پی نے کئی بار حکومت سے مطالبہ کیا کہ میڈیا میں مغربی خاندانی روایات کے فروغ کو روکا جائے اور اسلامی طرز زندگی کو نمایاں کیا جائے۔<sup>29</sup>

یہ تمام دینی سیاسی جماعتیں اسلامی خاندانی نظام کے استحکام اور شادی بیاہ میں اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے مختلف سطحوں پر کام کر رہی ہیں تاکہ پاکستانی معاشرہ اسلامی اصولوں کے مطابق خاندانی استحکام حاصل کر سکے۔

### خواتین کی تعلیم اور خاندانی مسائل

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتیں خواتین کی تعلیم اور خاندانی مسائل کے حل کے لیے مختلف اصلاحی و عملی اقدامات کر رہی ہیں۔ ان اقدامات میں خواتین کے لیے علیحدہ تعلیمی ادارے، اسلامی گھریلو زندگی کے اصولوں پر آگاہی مہمات اور خاندانی مسائل کے حل کے لیے دینی و سماجی اصلاحات شامل ہیں۔

جماعت اسلامی پاکستان خواتین کی تعلیم اور خاندانی اصلاح کے لیے سب سے زیادہ فعال دینی سیاسی جماعتوں میں شمار ہوتی ہے۔ پاکستان اسلامک ویمن ونگ جماعت اسلامی کا ایک اہم شعبہ ہے جو خواتین کی اسلامی و عصری تعلیم کے فروغ کے لیے کام کر رہا ہے۔ جماعت اسلامی کے تحت ادارہ تعلیم و تحقیق اور الخدمت فاؤنڈیشن کے تعاون سے خواتین کے لیے اسکالرشپ پروگرام، اسلامی گھریلو زندگی کی تربیت اور ورکنگ وومن کے لیے سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ جماعت اسلامی نے کئی بار خواتین کے حقوق، گھریلو تشدد اور شادی بیاہ میں اسلامی تعلیمات کے نفاذ کے لیے قانون سازی کی کوششیں کی ہیں۔<sup>30</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) نے خواتین کی دینی تعلیم کے فروغ کے لیے مختلف مدارس اور تربیتی مراکز قائم کیے ہیں جہاں خواتین کو اسلامی تعلیمات، معاشرتی کردار اور خاندانی زندگی کے اصولوں کی تربیت دی جاتی ہے۔ بے یو آئی (ف) کے تحت جامعہ فاروقیہ خواتین ونگ اور دیگر مدارس خواتین کو دینی و عصری تعلیم فراہم کرتے ہیں۔ مولانا فضل الرحمان اور دیگر رہنماؤں نے کئی بار پارلیمنٹ میں خواتین کے اسلامی حقوق اور ان کے تحفظ کے حوالے سے قانون سازی کی حمایت کی ہے۔ بے یو آئی نے

## *Social Impacts of the Actions of Religious Political Parties: An Analytical and Critical Study*

گھریلو مسائل کے حل کے لیے دارالافتاء اور خاندانی تنازعات کے حل کے مراکز بھی قائم کیے ہیں جو خواتین کو مفت شرعی مشاورت فراہم کرتے ہیں۔<sup>31</sup>

مرکزی جمعیت اہلحدیث نے بھی خواتین کی تعلیم کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ پروفیسر ساجد میر کی قیادت میں اہلحدیث و یمن ونگ قائم کیا گیا جو خواتین کے لیے دینی و تعلیمی سیمینارز منعقد کرتا ہے۔ اہلحدیث مدارس میں خواتین کو قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے اور اسلامی خاندانی نظام پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جمعیت اہلحدیث کے تحت چلنے والے مختلف تعلیمی ادارے خواتین کو جدید تعلیم بھی فراہم کر رہے ہیں۔<sup>32</sup>

جمعیت علمائے پاکستان (جے یو پی) نے خواتین کی اسلامی تعلیم اور خاندانی مسائل کے حل کے لیے مستقل جدوجہد کی ہے۔ شاہ احمد نورانی اور ان کے بعد مولانا اویس نورانی نے ہمیشہ اسلامی خاندانی نظام کے فروغ پر زور دیا۔ جے یو پی کے زیر انتظام جامعہ رضویہ للبنات اور دیگر مدارس میں خواتین کو دینی و اخلاقی تربیت دی جاتی ہے۔ اس جماعت نے کئی بار حکومت سے مطالبہ کیا کہ میڈیا میں خواتین کی نامناسب نمائندگی کو روکا جائے اور اسلامی روایات کے مطابق خواتین کو تعلیم اور سماجی ترقی کے مواقع فراہم کیے جائیں۔<sup>33</sup>

یہ تمام دینی جماعتیں خواتین کی تعلیم و تربیت اور خاندانی مسائل کے حل کے لیے عملی اقدامات کر رہی ہیں تاکہ پاکستانی معاشرہ اسلامی اصولوں کے مطابق ترقی کر سکے اور خواتین کو ان کے جائز حقوق فراہم کیے جائیں۔

### **نوجوانوں کی اخلاقی تربیت**

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت کو اپنی اہم ترجیحات میں شامل کیا۔ ان جماعتوں کا مقصد نوجوانوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کی ترغیب دینا ان میں اخلاقی شعور پیدا کرنا اور انہیں معاشرتی اور سیاسی میدان میں ایک متحرک کردار کے لیے تیار کرنا تھا۔ ان کوششوں نے سماجی اور دینی میدان میں گہرے اثرات مرتب کیے۔

### **اخلاقی تربیت کیلئے اجتماعات اور تعلیمی اداروں کا قیام**

پاکستان میں مختلف دینی سیاسی جماعتیں نوجوانوں کی اخلاقی تربیت اور دینی و عصری تعلیم کے فروغ کے لیے کیمپس اور تعلیمی ادارے قائم کر چکی ہیں۔ ان جماعتوں کی کوششیں نہ صرف تعلیمی ترقی پر مرکوز ہیں بلکہ اسلامی اقدار اور اخلاقی تربیت کے فروغ کے لیے بھی نمایاں ہیں۔

جماعت اسلامی پاکستان نے نوجوانوں کی دینی و اخلاقی تربیت کے لیے نہ صرف تعلیمی ادارے قائم کیے بلکہ اسلامی جمعیت طلبہ کے ذریعے طلبہ میں اسلامی تعلیمات اور اخلاقی اصولوں کی آگاہی کے لیے مختلف پروگرامز منعقد کیے جاتے ہیں۔ منصورہ ماڈل

اسکول اور کالج لاہور میں ایک نمایاں مثال ہے جہاں اسلامی ماحول میں جدید تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جماعت اسلامی کے زیر انتظام الحزمت فاؤنڈیشن کے تعاون سے کئی تعلیمی اسکالرشپ اور یوتھ کیمپس منعقد کیے گئے ہیں جن میں نوجوانوں کو اخلاقی، سماجی اور دینی تربیت دی جاتی ہے۔<sup>34</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) نے نوجوانوں کی دینی و اخلاقی تربیت کے لیے مدارس اور دینی جامعات کا وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ، جامعہ فاروقیہ کراچی اور جامعہ رشیدیہ جیسے ادارے نوجوانوں کو دینی اور اخلاقی تربیت فراہم کرتے ہیں۔ جے یو آئی (ف) نے مختلف تعلیمی سیمینارز، یوتھ کانفرنسز اور دعوتی اجتماعات منعقد کیے ہیں جن میں اسلامی اخلاقیات، نوجوانوں کے کردار اور دین سے وابستگی پر زور دیا گیا۔<sup>35</sup>

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے نوجوانوں میں دینی بیداری پیدا کرنے کے لیے متعدد مدارس اور تعلیمی ادارے قائم کیے ہیں جن میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد ایک نمایاں مثال ہے۔ اس کے علاوہ اہلحدیث یوتھ ونگ کے ذریعے نوجوانوں کے لیے اسلامی اخلاقیات، جدید سائنسی و دینی تعلیم اور سماجی تربیت کے کورسز منعقد کیے جاتے ہیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث نے مختلف شہروں میں یوتھ سیمینارز منعقد کیے جہاں اسلامی طرز زندگی، سوشل میڈیا کے مثبت استعمال اور دینی تربیت کے موضوعات پر لیکچرز دیے گئے۔<sup>36</sup>

جمعیت علمائے پاکستان نے بھی نوجوانوں کی دینی و اخلاقی تربیت کے لیے مختلف تعلیمی اور تربیتی مراکز قائم کیے ہیں۔ جامعہ رضویہ اور دارالعلوم امجدیہ جیسے ادارے جے یو پی کے زیر انتظام چل رہے ہیں جہاں نوجوانوں کو اسلامی علوم اور روحانی تربیت دی جاتی ہے۔ جے یو پی کے رہنماؤں نے مختلف مواقع پر تعلیمی اداروں میں اسلامی ماحول کے فروغ پر زور دیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسلامیات اور اخلاقیات کو تعلیمی نصاب میں مؤثر انداز میں شامل کیا جائے۔<sup>37</sup>

یہ تمام دینی سیاسی جماعتیں نوجوانوں کی اخلاقی تربیت، دینی تعلیم اور جدید سائنسی و سماجی علوم کے امتزاج پر کام کر رہی ہیں تاکہ ایک مضبوط، باکردار اور اسلامی اصولوں پر استوار نوجوان نسل تیار کی جاسکے۔

### مغربی ثقافت کے اثرات سے تحفظ اور معاشرتی ہم آہنگی

پاکستان میں مختلف دینی سیاسی جماعتیں مغربی ثقافت کے اثرات سے تحفظ اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے سرگرم عمل رہی ہیں۔ یہ جماعتیں عوامی آگاہی مہمات، نصاب میں اسلامی اقدار کے تحفظ، میڈیا میں فحاشی کے خلاف اقدامات اور معاشرتی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے مختلف پروگرامز چلاتی ہیں۔

## *Social Impacts of the Actions of Religious Political Parties: An Analytical and Critical Study*

جماعت اسلامی نے ہمیشہ مغربی ثقافت کے اثرات کے خلاف ایک مضبوط موقف اختیار کیا ہے۔ جماعت اسلامی کے زیر انتظام اسلامی جمعیت طلبہ تعلیمی اداروں میں اسلامی تہذیب و ثقافت کے فروغ کے لیے مہمات چلاتی ہے۔ 2015ء میں جماعت اسلامی نے تحفظِ خاندانی نظام مہم کا آغاز کیا جس کا مقصد مغربی ثقافت کے بڑھتے ہوئے اثرات کے خلاف عوام میں شعور اجاگر کرنا تھا۔ جماعت اسلامی نے کئی بار پیمرا اور دیگر متعلقہ اداروں پر دباؤ ڈالا کہ وہ ٹی وی چینلز پر غیر اسلامی مواد کی روک تھام کریں۔ اس کے علاوہ جماعت اسلامی نے اسلامی نظریاتی کونسل میں سفارشات جمع کرائیں تاکہ نصابِ تعلیم میں اسلامی اقدار کو نمایاں رکھا جائے۔<sup>38</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) نے مغربی ثقافت کے اثرات سے بچاؤ کے لیے پارلیمانی سطح پر کئی قراردادیں پیش کی ہیں۔ مولانا فضل الرحمان اور دیگر رہنماؤں نے بارہا کہا ہے کہ مغربی تہذیب کے اثرات ہماری اسلامی شناخت کو کمزور کر رہے ہیں۔ جے یو آئی (ف) کے تحت مدارس اور دینی اجتماعات میں اسلامی معاشرت، لباس اور طرز زندگی کو فروغ دینے پر زور دیا جاتا ہے۔ 2019ء میں جے یو آئی نے ”اسلامی تشخص اور معاشرتی ہم آہنگی“ کے عنوان سے ایک مہم چلائی جس میں ملک بھر میں سیمینارز منعقد کیے گئے تاکہ مغربی ثقافت کے نقصانات سے آگاہی دی جاسکے۔<sup>39</sup>

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان بھی مغربی ثقافت کے اثرات کے خلاف سرگرم ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کئی مواقع پر مغربی کلچر کی یلغار کو روکنے کے لیے اسلامی میڈیا اور تعلیم کے فروغ پر زور دیا ہے۔ جمعیت اہلحدیث کے تحت مختلف مدارس میں نوجوانوں کو اسلامی طرز زندگی کے مطابق تربیت دی جاتی ہے۔ 2017ء میں مرکزی جمعیت اہلحدیث نے ”تحفظ اسلامی ثقافت کانفرنس“ منعقد کی جس میں مغربی ثقافت کے منفی اثرات اور ان کے مقابلے کے لیے اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی۔<sup>40</sup>

جمعیت علمائے پاکستان (جے یو پی) نے ہمیشہ اسلامی ثقافت کے تحفظ کو اپنی جدوجہد کا حصہ بنایا ہے۔ شاہ احمد نورانی اور ان کے بعد مولانا اویس نورانی نے مغربی ثقافتی یلغار کے خلاف آواز بلند کی۔ جے یو پی کے زیر انتظام مختلف محافل اور اجتماعات میں اسلامی لباس، دینی تعلیم اور خاندانی اقدار کے فروغ پر زور دیا جاتا ہے۔ 2016ء میں جے یو پی نے ”اسلامی ثقافتی ورثہ اور اس کا تحفظ“ کے عنوان سے ایک مہم شروع کی جس میں نوجوان نسل کو اسلامی طرز زندگی کی جانب راغب کرنے کے لیے خصوصی پروگرامز ترتیب دیے گئے۔<sup>41</sup>

یہ تمام دینی سیاسی جماعتیں مغربی ثقافت کے اثرات سے تحفظ اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے مختلف سطحوں پر کام کر رہی ہیں تاکہ پاکستانی معاشرہ اپنی اسلامی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔

### عوامی فلاح و بہبود کے منصوبے

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں میں نمایاں کردار ادا کیا ہے جن میں صحت، تعلیم، قدرتی آفات کے دوران امدادی سرگرمیاں، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت اور غریب طبقات کے لیے فلاحی پروگرام شامل ہیں۔ یہ جماعتیں اپنے نظریاتی اہداف کے ساتھ ساتھ عملی طور پر سماجی بہبود میں بھی متحرک رہی ہیں اور ان کے رفاہی ادارے ملک بھر میں عوامی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

جماعت اسلامی پاکستان نے اپنی رفاہی سرگرمیوں کو باقاعدہ ادارہ جاتی شکل دی اور الخدمت فاؤنڈیشن کے ذریعے ملک بھر میں فلاحی منصوبے چلائے۔ الخدمت فاؤنڈیشن صحت، تعلیم، آفات سے نمٹنے اور یتیموں کی کفالت جیسے شعبوں میں سرگرم ہے۔ 2005ء کے زلزلے اور 2010ء کے سیلاب کے دوران الخدمت فاؤنڈیشن نے بڑے پیمانے پر امدادی کارروائیاں کیں اور ہزاروں متاثرین کو خوراک، طبی امداد اور عارضی رہائش فراہم کی۔ الخدمت کے تحت ملک بھر میں یتیم بچوں کے لیے آغوش ہومز قائم کیے گئے جہاں انہیں تعلیم اور دیگر بنیادی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔<sup>42</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) نے عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں میں خاص طور پر تعلیمی میدان میں کام کیا۔ اس جماعت کے تحت کئی مدارس چلائے جاتے ہیں جہاں غریب طلبہ کو مفت دینی و عصری تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ جے یو آئی (ف) نے خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں صحت کے شعبے میں بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں، خاص طور پر دیہی علاقوں میں فری میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس جماعت نے سیلاب اور زلزلے کے دوران امدادی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ مولانا فضل الرحمان کی قیادت میں کئی بار حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ صحت اور تعلیم کے شعبوں میں اسلامی اصولوں کے مطابق فلاحی نظام متعارف کرایا جائے۔<sup>43</sup>

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے بھی عوامی فلاحی منصوبوں میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ پروفیسر ساجد میر کی قیادت میں جماعت نے مساجد اور مدارس کے ذریعے تعلیم اور صحت کے شعبے میں خدمات انجام دیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث ویلفیئر ٹرسٹ کے تحت فری میڈیکل کیمپس، زکوٰۃ کی تقسیم اور قدرتی آفات کے دوران امدادی کام کیے جاتے ہیں۔ 2019ء میں جماعت نے لاہور، کراچی اور اسلام آباد میں مستحق خاندانوں کے لیے اجتماعی شادیوں کے پروگرام منعقد کیے جن میں سینکڑوں جوڑوں کو بنیادی ضروریات کے ساتھ شادی کے اخراجات فراہم کیے گئے۔<sup>44</sup>

## Social Impacts of the Actions of Religious Political Parties: An Analytical and Critical Study

جمعیت علمائے پاکستان (JUP) نے فلاحی کاموں میں خاص طور پر مذہبی اجتماعات کے ذریعے عوام میں شعور اجاگر کرنے پر توجہ دی۔ جماعت کے زیر انتظام کئی تعلیمی ادارے اور مدارس قائم ہیں جہاں دینی اور عصری تعلیم دی جاتی ہے۔ کراچی، لاہور اور فیصل آباد میں جمعیت علمائے پاکستان ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت غریبوں میں راشن تقسیم، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت اور صحت کے شعبے میں خدمات انجام دی جاتی ہیں۔ جماعت نے کئی بار حکومت سے مطالبہ کیا کہ سرکاری سطح پر فلاحی ریاست کے قیام کے لیے اسلامی اصولوں کو نافذ کیا جائے تاکہ معاشرے میں غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ممکن ہو۔<sup>45</sup>

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں کی رفاہی خدمات سے لاکھوں افراد مستفید ہو رہے ہیں خاص طور پر صحت، تعلیم اور آفات کے دوران امدادی سرگرمیوں میں ان کا کردار نمایاں ہے۔ تاہم ان جماعتوں کے رفاہی منصوبے بعض اوقات صرف اپنے مخصوص مسلک یا حلقے تک محدود رہتے ہیں جس کی وجہ سے وسیع پیمانے پر قومی سطح پر ان کے اثرات محدود ہو جاتے ہیں۔ اگر دینی جماعتیں زیادہ جامع اور غیر مسلکی بنیادوں پر عوامی فلاح کے منصوبے اپنائیں تو ان کے اثرات مزید مثبت اور دیر پا ہو سکتے ہیں۔

### معاشرتی ہم آہنگی اور اتحاد کی کوششیں

پاکستان میں معاشرتی ہم آہنگی اور فرقہ وارانہ یکجہتی کے فروغ کے لیے دینی سیاسی جماعتوں نے مختلف سطحوں پر کوششیں کی ہیں۔ حالیہ برسوں میں فرقہ واریت، سیاسی انتشار اور عدم برداشت کے چیلنجز بڑھنے کے باوجود بعض دینی جماعتوں نے اتحاد اور یگانگت کے لیے عملی اقدامات کیے ہیں جن میں بین الممالک مکالمہ، امن کانفرنسز اور سماجی اصلاحات شامل ہیں۔

جماعت اسلامی پاکستان نے مختلف مکاتب فکر کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ پاکستان اسلامک کونسل کے تحت جماعت اسلامی نے مختلف مکاتب فکر کے علما کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کی کوشش کی تاکہ مشترکہ دینی مسائل پر متفقہ موقف اختیار کیا جاسکے۔ 2019ء میں جماعت اسلامی نے لاہور میں اتحاد امت کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث علما نے شرکت کی اور ملکی سالمیت کے تحفظ پر زور دیا۔ اس کے علاوہ جماعت اسلامی کے تحت علما مشاورت کونسل بھی قائم کی گئی جس کا مقصد فرقہ وارانہ تنازعات کو ختم کرنا اور مختلف دینی مکاتب فکر کے درمیان مکالمے کو فروغ دینا ہے۔<sup>46</sup>

جمعیت علمائے اسلام (ف) نے پاکستان میں قومی اتحاد اور مذہبی ہم آہنگی کے لیے مختلف اقدامات کیے ہیں۔ مولانا فضل الرحمان نے متعدد بار شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث علما کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کی تاکہ قومی اتحاد کو فروغ دیا جاسکے۔ 2021ء میں جے یو آئی (ف) کے زیر اہتمام ملی یکجہتی اجلاس منعقد کیا گیا جس میں مختلف مکاتب فکر کے علما نے شرکت کی

اور فرقہ وارانہ منافرت کو مسترد کرنے کا اعلان کیا۔ جے یو آئی نے ملک بھر میں امن سیمینارز بھی منعقد کیے جہاں مذہبی ہم آہنگی کے فروغ پر زور دیا گیا۔<sup>47</sup>

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے بھی معاشرتی ہم آہنگی کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر کی قیادت میں جماعت نے مختلف مکاتب فکر کے علما کے ساتھ مکالمے کی روایت قائم کی۔ 2018ء میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے تحت امت واحدہ سیمینار منعقد کیا گیا جس میں بریلوی، دیوبندی اور شیعہ علما نے شرکت کی اور مشترکہ اعلامیہ جاری کیا۔ جماعت نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فرقہ وارانہ شدت پسندی کو روکنے کے لیے سخت قوانین نافذ کرے اور مذہبی منافرت پھیلانے والے عناصر کے خلاف کارروائی کرے۔<sup>48</sup>

جمعیت علمائے پاکستان (JUP) نے بین المسالک ہم آہنگی کے لیے میلاد، محافل اور اجتماعات میں مشترکہ علما کو مدعو کرنے کی روایت ڈالی۔ شاہ احمد نورانی کے دور سے لے کر موجودہ قیادت تک JUP نے مذہبی رواداری کو فروغ دینے کے لیے کئی کانفرنسیں منعقد کیں۔ 2020ء میں JUP نے قومی اتحاد کانفرنس منعقد کی جس میں تمام مکاتب فکر کے علما نے شرکت کی اور امن و محبت کے پیغام کو عام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ جماعت نے حکومت پر بھی دباؤ ڈالا کہ وہ مذہبی بنیادوں پر تشدد اور عدم برداشت کے رجحانات کو روکے۔<sup>49</sup>

دینی سیاسی جماعتوں کی کوششوں سے کچھ حد تک فرقہ وارانہ تنازعات میں کمی آئی لیکن ان جماعتوں کے اندرونی نظریاتی اختلافات اب بھی مکمل اتحاد کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ کئی مواقع پر یہ جماعتیں وقتی طور پر اتحاد کا مظاہرہ کرتی ہیں لیکن سیاسی مفادات اور نظریاتی ترجیحات کی وجہ سے مستقل بنیادوں پر ہم آہنگی قائم نہیں ہو پاتی۔ اگر دینی جماعتیں زیادہ منظم اور مستقل مزاجی سے ہم آہنگی کے لیے کام کریں اور بین المسالک مکالمے کو فروغ دیں تو معاشرتی استحکام اور اتحاد میں مزید بہتری آسکتی ہے۔

### اقدامات کے منفی اثرات اور ان کا تنقیدی جائزہ

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے نفاذ اسلام کے لیے مختلف سطحوں پر کام کیا جن میں قانون سازی، عدالتی مقدمات، عوامی تحریکیں اور مذہبی اصلاحات شامل ہیں۔ تاہم ان اقدامات کے کچھ ایسے منفی معاشرتی اثرات بھی دیکھنے میں آئے جن پر کئی ماہرین نے تنقید کی ہے۔ ان منفی اثرات میں فرقہ واریت، سماجی تقسیم ان تہا پسندی، جمہوری اداروں کی کمزوری اور معاشی و سفارتی چیلنجز شامل ہیں۔

فرقہ واریت اور سماجی تقسیم میں اضافہ

پاکستان میں دینی جماعتیں مختلف مسالک کی نمائندگی کرتی ہیں جیسے کہ جمعیت علمائے اسلام (ف) دیوبندی مکتب فکر کی ترجمان ہے، جمعیت علمائے پاکستان (JUP) بریلوی مکتب فکر کی نمائندگی کرتی ہے اور مرکزی جمعیت اہلحدیث اہلحدیث مکتب فکر کی جماعت ہے۔ جماعت اسلامی کو عمومی طور پر اسلامی تحریک کے سیاسی دھارے کی نمائندہ جماعت سمجھا جاتا ہے۔

دینی جماعتوں کے درمیان نظریاتی اختلافات نے ملک میں فرقہ واریت کو ہوا دی۔ 80 کی دہائی میں جب ضیاء الحق کی حکومت نے اسلامی قوانین کے نفاذ کی کوشش کی تو دینی جماعتوں کے درمیان اختلافات شدید ہو گئے۔ اس کا نتیجہ دیوبندی اور شیعہ فرقے کے مابین تصادم کی صورت میں نکلا جس کے نتیجے میں کئی مذہبی و سیاسی تنظیموں نے عسکریت پسند گروہوں کی سرپرستی شروع کر دی۔<sup>50</sup>

اس فرقہ واریت کے نتیجے میں کئی مذہبی جماعتوں نے اپنی تنظیموں کو عسکری انداز میں استوار کیا جس سے مسلح گروہوں کو فروغ ملا اور سماجی ہم آہنگی متاثر ہوئی۔ 90 کی دہائی میں سپاہ صحابہ پاکستان (دیوبندی)، تحریک جعفریہ (شیعہ) اور سنی تحریک (بریلوی) کے درمیان شدید کشیدگی دیکھی گئی جس نے ملک میں عدم استحکام کو جنم دیا۔<sup>51</sup>

انتہا پسندی اور شدت پسندی میں اضافہ

دینی سیاسی جماعتوں کے بعض حلقوں نے اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے پر تشدد طریقے اختیار کرنے کی حمایت کی۔ جب 1991ء میں وفاقی شرعی عدالت نے سود کو حرام قرار دیا تو جماعت اسلامی اور دیگر دینی جماعتوں نے اس فیصلے پر عمل درآمد کے لیے حکومت پر سخت دباؤ ڈالا۔ تاہم جب حکومت نے عملدرآمد میں تاخیر کی تو بعض مذہبی تنظیموں نے ریاستی اداروں کے خلاف سخت رد عمل کا مظاہرہ کیا جس سے ملک میں ریاست مخالف بیانیے کو تقویت ملی۔<sup>52</sup>

اسی طرح جب 2011ء میں توہین رسالت کے قوانین میں نرمی کی تجاویز پیش کی گئیں تو جمعیت علمائے پاکستان (JUP) اور جماعت اسلامی نے ان تجاویز کے خلاف شدید احتجاج کیے جو بعد میں ایک بڑے دھرنے میں تبدیل ہو گئے اور ملک میں مذہبی شدت پسندی کو مزید فروغ ملا۔<sup>53</sup>

جمہوری اداروں کی کمزوری

دینی سیاسی جماعتوں کے بعض اقدامات نے جمہوری عمل اور آئینی اداروں کی مضبوطی کو متاثر کیا۔ اکثر پارلیمنٹ پر دباؤ ڈالتی رہی ہیں کہ وہ اسلامی قوانین کو ان کے مخصوص نظریاتی نقطہ نظر کے مطابق نافذ کرے جس کی وجہ سے کئی متنازع قوانین بنائے گئے

جیسے حدود آرڈیننس (1979ء) اور قانون توہین رسالت (1986ء)۔ یہ قوانین ملک میں قانونی تنازعات اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا باعث بنے جس پر عالمی برادری نے بھی سخت تنقید کی۔<sup>54</sup>

دینی سیاسی جماعتوں نے پرامن جمہوری عمل کی بجائے احتجاجی سیاست کو اپنایا جس سے ریاستی پالیسیوں پر دباؤ بڑھایا گیا۔ مثال کے طور پر 2017ء میں فیض آباد دھرنا جو تحریک لبیک پاکستان اور دیگر مذہبی جماعتوں نے ختم نبوت کے قانون میں مبینہ تبدیلی کے خلاف دیا، ریاستی اداروں کے لیے ایک بڑا چیلنج بن گیا اور اس دھرنے کے نتیجے میں ریاستی کمزوری اور شدت پسند بیانے کو تقویت ملی۔<sup>55</sup>

### خواتین کے حقوق اور تعلیمی ترقی میں رکاوٹ

کئی دینی جماعتوں نے خواتین کی تعلیم اور حقوق کے حوالے سے انتہائی قدامت پسند موقف اپنایا جس سے بعض علاقوں میں لڑکیوں کی تعلیم میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔

جمعیت علمائے اسلام (ف) اور دیگر دینی جماعتوں نے بعض مواقع پر خواتین کے کام کرنے اور ان کے مخصوص پیشوں میں آنے کی مخالفت کی۔ 2014ء میں خیبر پختونخوا حکومت میں دینی جماعتوں کے دباؤ کی وجہ سے بعض تعلیمی اصلاحات واپس لے لی گئیں جو خواتین کے لیے تعلیمی مواقع بڑھانے کے لیے تجویز کی گئی تھیں۔ بعض دینی جماعتوں نے مغربی تعلیم کو مکمل طور پر مسترد کیا اور جدید سائنسی علوم کو بھی شک کی نظر سے دیکھا جس سے پاکستان میں سائنسی ترقی متاثر ہوئی۔<sup>56</sup>

### معاشی ترقی میں رکاوٹ

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں کے بعض اقدامات نے ملکی معیشت پر منفی اثرات مرتب کیے۔ اسلامی بینکاری کے فروغ کے بجائے بعض جماعتوں نے مکمل سودی نظام کے فوری خاتمے کا مطالبہ کیا جو عملی طور پر ممکن نہ تھا جس سے بینکنگ سیکٹر میں غیر یقینی صورتحال پیدا ہوئی۔ بین الاقوامی سرمایہ کاری پر بھی مذہبی بنیادوں پر تحفظات کا اظہار کیا گیا جس کی وجہ سے کئی غیر ملکی سرمایہ کاروں نے پاکستان میں سرمایہ لگانے سے گریز کیا۔ عالمی مالیاتی اداروں (IMF، ورلڈ بینک) کے ساتھ معاہدوں میں بھی دینی جماعتوں نے سودی شرائط کے خلاف سخت موقف اپنایا لیکن کوئی متبادل اقتصادی ماڈل پیش نہیں کیا جس کی وجہ سے معیشت میں عدم استحکام پیدا ہوا۔ ٹیکس اصلاحات کے خلاف مزاحمت کی گئی جس کے نتیجے میں حکومتی ریونیو کم ہوا اور مہنگائی میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔ مزید برآں دینی جماعتوں کی سود مخالف مہم کے باعث غیر رسمی معیشت (ہنڈی، حوالہ) کو فروغ ملا جس سے پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر مالیاتی بدانتظامی کے الزامات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ دینی

## Social Impacts of the Actions of Religious Political Parties: An Analytical and Critical Study

جماعتیں اسلامی معیشت کے اصولوں کو جدید معیشتی تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے ایک قابل عمل اور تدریجی حکمت عملی اختیار کریں۔<sup>57</sup>

### بین الاقوامی سفارتی تعلقات میں مشکلات

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں کے سخت گیر موقف اور احتجاجی پالیسیوں کی وجہ سے بین الاقوامی سفارتی تعلقات کو بھی نقصان پہنچا۔ مختلف مواقع پر مغربی ممالک کے ساتھ تجارتی اور سفارتی تعلقات میں رکاوٹیں آئیں جیسے کہ 2006ء میں گستاخانہ خاکوں کے خلاف شدید احتجاج کے دوران کئی یورپی ممالک کے ساتھ تجارتی معاہدے متاثر ہوئے۔ 2018ء میں آسیہ بی بی کیس کے بعد بعض دینی جماعتوں کے دباؤ پر حکومت پر یورپی یونین کے ساتھ تعلقات محدود کرنے کا دباؤ ڈالا گیا جس کی وجہ سے پاکستان کے لیے جی ایس پی پلس تجارتی مراعات خطرے میں پڑ گئیں۔

اسی طرح 2017ء میں فیض آباد دھرنے کے دوران فرانس، جرمنی اور برطانیہ سمیت کئی ممالک نے پاکستان میں اپنے سفارتی عملے کے تحفظ پر تشویش کا اظہار کیا جس سے سفارتی تعلقات مزید پیچیدہ ہوئے۔ دینی جماعتوں کے شدت پسندانہ بیانات اور پالیسیوں نے غیر ملکی سرمایہ کاری کو بھی متاثر کیا کیونکہ کئی بین الاقوامی کمپنیاں اور کاروباری ادارے پاکستان میں عدم استحکام اور مذہبی شدت پسندی کے باعث سرمایہ کاری سے ہچکچاتے رہے۔ ان مسائل کے حل کے لیے ضروری ہے کہ دینی جماعتیں عالمی سفارتی تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلامی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے متوازن اور حکمت عملی پر مبنی رویہ اختیار کریں۔<sup>58</sup>

### نصابِ تعلیم میں شدت پسندی کا عنصر

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں کے دباؤ کی وجہ سے تعلیمی نصاب میں بعض ایسے عناصر شامل کیے گئے جنہوں نے شدت پسندی اور عدم رواداری کو فروغ دیا۔ 1980ء کی دہائی میں ضیاء الحق کی اسلامائزیشن پالیسی کے تحت نصاب میں مذہبی موضوعات کو اس انداز میں شامل کیا گیا کہ وہ بعض مسالک اور اقلیتوں کے خلاف تعصب کو ہوا دیتے تھے۔ کئی دینی جماعتوں نے نصاب میں ایسے مضامین شامل کروانے پر زور دیا جن میں جہاد اور اسلامی فتوحات کو یکطرفہ انداز میں پیش کیا گیا جب کہ بین المذاہب ہم آہنگی اور پرامن بقائے باہمی جیسے موضوعات کو نظر انداز کیا گیا۔ بعض مدارس میں پڑھایا جانے والا نصاب جدید سائنسی اور معاشی تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں جس کی وجہ سے فارغ التحصیل طلبہ کے لیے روزگار کے مواقع محدود ہو گئے۔ مزید برآں جب حکومت نے تعلیمی اصلاحات کے تحت نصاب میں اعتدال پسندی اور جدید علوم شامل کرنے کی کوشش کی تو دینی جماعتوں نے اسے مغربی ایجنڈا قرار دے کر مخالفت کی۔ نتیجتاً پاکستان کا تعلیمی نظام اعتدال اور ترقی پسند سوچ کی بجائے قدامت پسندی اور مسلکی تعصب کا شکار رہا جس سے قومی ہم آہنگی متاثر ہوئی۔ اس مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ دینی جماعتیں نصاب کو

اسلامی اصولوں کے مطابق جدید اور متوازن بنانے میں اپنا کردار ادا کریں تاکہ نئی نسل کو علمی اور عملی طور پر ترقی کے مواقع فراہم کیے جاسکیں۔<sup>59</sup>

### مذہبی اقلیتوں کے حقوق کی خلاف ورزی

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں کے بعض اقدامات نے مذہبی اقلیتوں کے حقوق پر بھی منفی اثرات مرتب کیے۔ 1986ء میں توہین رسالت کا قانون متعارف ہونے کے بعد کئی دینی جماعتوں نے اس کے سخت نفاذ کا مطالبہ کیا جس کے نتیجے میں بعض واقعات میں اقلیتوں کے خلاف جھوٹے مقدمات درج کیے گئے۔ مختلف مواقع پر اقلیتوں کو عبادات، مذہبی تہواروں اور سماجی سرگرمیوں میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ بعض دینی جماعتوں نے غیر مسلموں کے لیے مساوی حقوق کے تصور کو تسلیم کرنے میں مزاحمت کی۔ 2009ء میں گوجرہ اور 2013ء میں جوزف کالونی لاہور میں ہونے والے ہنگامے جن میں مسیحی برادری کی املاک کو نقصان پہنچایا گیا ایسے واقعات ہیں جن میں مذہبی شدت پسندی کے اثرات نمایاں تھے۔ جب حکومت نے اقلیتوں کے تحفظ کے لیے اصلاحات تجویز کیں جیسے کہ کرک میں مندر کی دوبارہ تعمیر کا فیصلہ تو بعض دینی جماعتوں نے اس کی سخت مخالفت کی اور مظاہرے کیے۔ مذہبی اقلیتوں کے خلاف تعصب کے باعث پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر بھی تنقید کا سامنا کرنا پڑا اور یورپی یونین نے 2021ء میں پاکستان کے جی ایس پی پلس اسٹیٹس پر نظر ثانی کا عندیہ دیا۔ ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ دینی جماعتیں اسلامی اصولوں کی روشنی میں اقلیتوں کے تحفظ اور مساوی حقوق کو یقینی بنانے میں مثبت کردار ادا کریں تاکہ ملک میں مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دیا جاسکے۔<sup>60</sup>

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے نفاذ اسلام کے لیے جو اقدامات کیے ان کے کئی مثبت پہلو بھی موجود ہیں جن میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے جدوجہد، سماجی اصلاحات کی کوششیں اور اسلامی معاشرتی اقدار کو فروغ دینا شامل ہیں۔ تاہم ان کی پالیسیوں کے کچھ سنگین منفی اثرات بھی سامنے آئے ہیں جو پاکستانی معاشرے کی ترقی میں رکاوٹ بنے ہیں۔ ان جماعتوں کے بعض اقدامات نے فرقہ واریت کو ہوادی جس کی وجہ سے معاشرتی تقسیم میں اضافہ ہوا اور مختلف مکاتب فکر کے درمیان اختلافات مزید گہرے ہو گئے۔ شدت پسندی کے رجحانات کو بعض دینی جماعتوں کی سخت گیر پالیسیوں نے تقویت دی جس کے نتیجے میں پر تشدد رویے اور مذہبی عدم برداشت میں اضافہ ہوا۔

جمہوری اداروں کی کمزوری بھی ان اقدامات کے نتیجے میں ایک بڑا چیلنج بن کر سامنے آئی کیونکہ دینی جماعتوں نے اپنی پالیسیوں کے نفاذ کے لیے احتجاجی سیاست اور دھرنوں کا سہارا لیا جس سے جمہوری عمل متاثر ہوا اور ریاستی استحکام کو نقصان پہنچا۔ خواتین

## Social Impacts of the Actions of Religious Political Parties: An Analytical and Critical Study

کے حقوق اور تعلیم پر بعض اقدامات پسند پالیسیوں نے منفی اثر ڈالا جس سے خواتین کی سماجی اور تعلیمی ترقی میں رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔ مزید برآں سائنسی و تعلیمی ترقی کے حوالے سے دینی جماعتوں کا سخت موقف جدید تحقیق اور تعلیمی اصلاحات کی راہ میں رکاوٹ بنا جس کے باعث پاکستان کا تعلیمی نظام عالمی معیار سے پیچھے رہ گیا۔

اگر دینی سیاسی جماعتیں زیادہ جامع اور متوازن حکمت عملی اختیار کریں جدید دنیا کے ساتھ ہم آہنگ اسلامی اصولوں پر توجہ دیں اور فرقہ واریت کی بجائے بین المسالک ہم آہنگی کو فروغ دیں تو یہ پاکستان میں اسلامی تعلیمات کے بہتر نفاذ میں مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ دینی جماعتیں عملی اور قابل عمل پالیسیاں اپنائیں جو اسلامی اصولوں کے ساتھ ساتھ جدید دنیا کے تقاضوں کو بھی مد نظر رکھیں۔ اسلام اعتدال، رواداری اور ترقی پسند سوچ کا دین ہے، لہذا اگر دینی جماعتیں اپنے بیانیے میں توازن پیدا کریں اور اجتہادی اصولوں کو بروئے کار لائیں تو وہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کو زیادہ مؤثر اور دیرپا بنا سکتی ہیں۔

### خلاصہ بحث

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے متنوع اقدامات کیے جنہوں نے پاکستانی معاشرت پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ان جماعتوں نے دینی شعور اور مذہبی بیداری کے ذریعے عوام کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کی ترغیب دی اور نوجوانوں کی اخلاقی و قیادت کی تربیت کے لیے تربیتی کیمپس اور تعلیمی پروگرامز منعقد کیے۔ زکوٰۃ اور خیرات کے نظام کو فروغ دے کر غربت کے خاتمے اور فلاحی ریاست کے قیام کی راہ ہموار کی گئی جب کہ سود کے خلاف تحریکات اور اسلامی بینکاری کے فروغ کے ذریعے معیشت میں اسلامی اصولوں کی شمولیت ممکن بنائی گئی۔ دینی جماعتوں نے خاندانی نظام کی مضبوطی کے لیے اسلامی تعلیمات کو عام کیا اور شادی بیاہ کی رسومات میں سادگی اپنانے پر زور دیا۔ فرقہ واریت کے خاتمے اور اتحاد امت کے فروغ کے لیے مشترکہ کانفرنسز، تبلیغی سرگرمیوں اور متحدہ مجلس عمل جیسے اتحادوں کے ذریعے معاشرتی ہم آہنگی پیدا کی گئی۔ قدرتی آفات کے دوران امدادی کاموں، فلاحی منصوبوں اور تعلیمی اداروں کے قیام سے عوامی خدمت کو فروغ ملا جس نے معاشرتی بھلائی اور اسلامی اقدار کو اجاگر کیا۔ یہ تمام اقدامات اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کی جانب ایک اہم پیش رفت ثابت ہوئے لیکن ان کوششوں کو مزید مؤثر اور ہم آہنگ کرنے کی ضرورت باقی ہے تاکہ ان کے نتائج معاشرے کے تمام طبقات تک پہنچ سکیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

- <sup>1</sup>Mansura Research Centre. *Islāmī Tahrik aur Dīnī Sha'ūr*. Lahore: Maktaba Jamā'at-e-Islāmī, 1442 AH/2021 CE, 125.
- <sup>2</sup>Ḥaydarī, 'Abd al-Ghafūr. *Islāmī Baydārī aur Dīnī Madāris kā Kirdār*. Karachi: Dār al-'Ulūm Fāruqiyya, 1441 AH/2020 CE, 145.
- <sup>3</sup>Sājīd Mīr. *Dīnī Ta'līm aur Jadīd Zarā'i'*. Lahore: Maktaba al-Salafiyya, 1440 AH/2019 CE, 90.
- <sup>4</sup>Nūrānī, Shāh Aḥmad. *Islāmī Baydārī aur Rūḥānī Iṣlāḥ*. Karachi: Maktaba JUP, 1439 AH/2018 CE, 75.
- <sup>5</sup>Ṭāriq Maḥmūd. *Tahrik-e-Labbaik Pakistan: Mazhabī Siyāsāt kā Ubhartā huwa Chehra*. Lahore: Idāra Mutāla'āt-e-Millat-e-Islāmiyya, 1443 AH/2022 CE, 45–49.
- <sup>6</sup>Mansura Research Centre. *Islāmī Tahrik aur Dīnī Sha'ūr*, 150.
- <sup>7</sup>Ḥaydarī, 'Abd al-Ghafūr. *Islāmī Baydārī aur Dīnī Madāris kā Kirdār*, 95.
- <sup>8</sup>Sājīd Mīr. *Dīnī Ta'līm aur Jadīd Zarā'i'*, 85.
- <sup>9</sup>Nūrānī, Shāh Aḥmad. *Islāmī Baydārī aur Rūḥānī Iṣlāḥ*, 78.
- <sup>10</sup>Mansura Research Centre. *Islāmī Niẓām aur Mu'āṣir Masā'il*. Lahore: Maktaba Jamā'at-e-Islāmī, 1439 AH/2018 CE, 210.
- <sup>11</sup>Ḥaydarī, 'Abd al-Ghafūr. *Islāmī Baydārī aur Dīnī Madāris kā Kirdār*, 310.
- <sup>12</sup>Sājīd Mīr. *Islāmī Niẓām aur Samājī Burā'īyyān*. Lahore: Maktaba al-Salafiyya, 1438 AH/2017 CE, 200.
- <sup>13</sup>Khādīm Ḥusayn Riḍwī. *Sharī'at wa Siyāsāt*. Lahore: Al-Madīna Publications, 1440 AH/2019 CE, 120.
- <sup>14</sup>Mansura Research Centre. *Islāmī Ma'īshat aur Pakistan mēn is kā Nafādh*. Lahore: Maktaba Jamā'at-e-Islāmī, 1441 AH/2020 CE, 145.
- <sup>15</sup>Ḥaydarī, 'Abd al-Ghafūr. *Pakistan mēn Islāmī Ma'īshat kē Imkānāt*. Karachi: Dār al-'Ulūm Fāruqiyya, 1440 AH/2019 CE, 87.
- <sup>16</sup>Sājīd Mīr. *Islāmī Ma'īshat aur Sūd*. Lahore: Maktaba al-Salafiyya, 1439 AH/2018 CE, 75.
- <sup>17</sup>Nūrānī, Shāh Aḥmad. *Islām aur Pakistan kā Iqtisādī Niẓām*. Karachi: Maktaba JUP, 1426 AH/2005 CE, 98.
- <sup>18</sup>Mansura Research Centre. *Islāmī Niẓām aur Mu'āṣir Masā'il*, 134.
- <sup>19</sup>Ḥaydarī, 'Abd al-Ghafūr. *Islāmī Baydārī aur Dīnī Madāris kā Kirdār*, 225.
- <sup>20</sup>Sājīd Mīr. *Islāmī Niẓām aur Samājī Burā'īyyān*, 175.

*Social Impacts of the Actions of Religious Political Parties: An Analytical  
and Critical Study*

---

- <sup>21</sup>Riḍwī, Khādim Ḥusayn. *Sharī'at wa Siyāsāt*, 90.
- <sup>22</sup>Mansura Research Centre. *Al-Khidmat Foundation kī Rifāḥī Khidmāt*. Lahore: Maktaba Jamā'at-e-Islāmī, 1442 AH/2021 CE, 112.
- <sup>23</sup>Ḥaydarī, 'Abd al-Ghafūr. *Islāmī Baydārī aur Dīnī Madāris kā Kirdār*, 135.
- <sup>24</sup>Sājīd Mīr. *Dīnī Ta'līm aur Jadīd Zarā'i*, 94.
- <sup>25</sup>Nūrānī, Shāh Aḥmad. *Islāmī Baydārī aur Rūḥānī Iṣlāḥ*, 78.
- <sup>26</sup>Mansura Research Centre. *Islāmī Nizām aur Mu'āshir Masā'il*, 112.
- <sup>27</sup>Ḥaydarī, 'Abd al-Ghafūr. *Islāmī Baydārī aur Dīnī Madāris kā Kirdār*, 98.
- <sup>28</sup>Sājīd Mīr. *Dīnī Ta'līm aur Jadīd Zarā'i*, 85.
- <sup>29</sup>Nūrānī, Shāh Aḥmad. *Islāmī Khāndānī Iqdār aur Jadīd Chailanjiz*. Karachi: Maktaba JUP, 1438 AH/2017 CE, 75.
- <sup>30</sup>Mansura Research Centre. *Islāmī Khāndānī Nizām aur Khawātīn kē Ḥuqūq*. Lahore: Maktaba Jamā'at-e-Islāmī, 1440 AH/2019 CE, 130.
- <sup>31</sup>Ḥaydarī, 'Abd al-Ghafūr. *Islāmī Baydārī aur Dīnī Madāris kā Kirdār*, 102.
- <sup>32</sup>Sājīd Mīr. *Islāmī Nizām aur Samājī Burā'īyyān*, 115.
- <sup>33</sup>Nūrānī, Shāh Aḥmad. *Islāmī Khāndānī Iqdār aur Jadīd Chailanjiz*, 88.
- <sup>34</sup>Mansura Research Centre. *Islāmī Jamā'at-e-Ṭalaba: Tārīkh, Khidmāt aur Jad-o-Jahd*. Lahore: Maktaba Jamā'at-e-Islāmī, 1440 AH/2019 CE, 120.
- <sup>35</sup>Ḥaydarī, 'Abd al-Ghafūr. *Islāmī Baydārī aur Dīnī Madāris kā Kirdār*, 95.
- <sup>36</sup>Sājīd Mīr. *Islāmī Nizām aur Samājī Burā'īyyān*, 110.
- <sup>37</sup>Nūrānī, Shāh Aḥmad. *Islāmī Khāndānī Iqdār aur Jadīd Chailanjiz*, 88.
- <sup>38</sup>Mansura Research Centre. *Islāmī Saqāfat aur Maghribī Yalgār*. Lahore: Maktaba Jamā'at-e-Islāmī, 1439 AH/2018 CE, 145.
- <sup>39</sup>Ḥaydarī, 'Abd al-Ghafūr. *Islāmī Baydārī aur Dīnī Madāris kā Kirdār*, 118.
- <sup>40</sup>Sājīd Mīr. *Islāmī Nizām aur Samājī Burā'īyyān*, 92.
- <sup>41</sup>Nūrānī, Shāh Aḥmad. *Islāmī Khāndānī Iqdār aur Jadīd Chailanjiz*, 78.
- <sup>42</sup>Mansura Research Centre. *Al-Khidmat Foundation kī Rifāḥī Khidmāt*, 110.

- <sup>43</sup>Ḥaydarī, ‘Abd al-Ghafūr. *Islāmī Baydārī aur Dīnī Madāris kā Kirdār*, 135.
- <sup>44</sup>Sājīd Mīr. *Dīnī Ta’līm aur Jadīd Zarā’i*, 90.
- <sup>45</sup>Nūrānī, Shāh Aḥmad. *Islāmī Khāndānī Iqdār aur Jadīd Chailanjiz*, 75.
- <sup>46</sup>Mansura Research Centre. *Ittiḥād-e-Ummat aur Islāmī Taḥrīkēn*. Lahore: Maktaba Jamā‘at-e-Islāmī, 1441 AH/2020 CE, 145.
- <sup>47</sup>Ḥaydarī, ‘Abd al-Ghafūr. *Qaumī Yakjehtī aur Dīnī Siyāsāt*. Karachi: Dār al-‘Ulūm, 1442 AH/2021 CE, 98.
- <sup>48</sup>Sājīd Mīr. *Dīnī Ta’līm aur Jadīd Zarā’i*, 95.
- <sup>49</sup>Nūrānī, Shāh Aḥmad. *Islāmī Khāndānī Iqdār aur Jadīd Chailanjiz*, 78.
- <sup>50</sup>Aḥmad Maṣṣūr. *Pakistan kī Dīnī Siyāsī Jamā‘atēn*. Lahore: Idāra Mutāla‘āt-e-Islāmiyya, 1442 AH/2020 CE, 198.
- <sup>51</sup>Khurshīd Aḥmad, Professor. *Islām aur Riyāsāt*. Lahore: Idāra Ma‘ārif-e-Islāmiyya, 1429 AH/2008 CE, 312.
- <sup>52</sup>Ghulām Aḥmad Parwēz. *Qur’ān aur Riyāsāt*. n.p., n.d., 265.
- <sup>53</sup>Khādīm Ḥusayn Riḍwī. *Sharī‘at wa Siyāsāt*, 111.
- <sup>54</sup>Aḥmad Maṣṣūr. *Pakistan mēn Islāmī Qānūn Sāzī: Tārīkhī aur Siyāsī Jā’iza*. Lahore: Islāmī Taḥqīq Idāra, 1441 AH/2020 CE, 189.
- <sup>55</sup>*Faizabad Dharna Report. Supreme Court of Pakistan*, 1440 AH/2019 CE.
- <sup>56</sup>Khurshīd Aḥmad, Professor. *Islām aur Riyāsāt*, 99.
- <sup>57</sup>Khurshīd Aḥmad, Professor. *Islām aur Riyāsāt*, 155.
- <sup>58</sup>*Faizabad Dharna Report. Supreme Court of Pakistan*, 1440 AH/2019 CE.
- <sup>59</sup>Aḥmad Maṣṣūr. *Pakistan kī Dīnī Siyāsī Jamā‘atēn: Tārīkh, Nazariyya aur Kirdār*. Lahore: Idāra Mutāla‘āt-e-Islāmiyya, 1439 AH/2018 CE, 145.
- <sup>60</sup>Aḥmad Maṣṣūr. *Pakistan kī Dīnī Siyāsī Jamā‘atēn: Tārīkh, Nazariyya aur Kirdār*, 165.